THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان
ہفتہ میں تین بار
فی پرچہ تین پیسے
ایڈیٹر غلام نبی
رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵
تار کا پتہ الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲ | مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۲۴ء یوم پنجشنبہ مطابق ۴ صفر ۱۳۴۳ھ | نمبر ۲۴

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لندن سے تار

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا لنڈن سے ۲۹ اگست ۸ بجکر ۵۰ منٹ شام کا چلا ہوا تار بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب یکم ستمبر ۱۹۲۴ء کو ۷ بجکر ۵۰ منٹ صبح بٹالہ پہنچا۔ اور اسی دن خاص آدمی ۴ بجے قادیان لے آیا۔ تار میں حضور نے تحریر فرمایا ہے:۔

۷۔ اگست تک کی روانہ شدہ چٹھیاں جو براہ راست بھیجی گئی ہیں۔ وہ مِل گئی ہیں۔ چودھری نصر اللہ خان صاحب کی کوئی خبر پہنچی ہے یا نہیں۔

اسکے علاوہ مالی معاملات کے متعلق نہایت اہم اور ضروری ہدایات ہیں۔ جو صیغہ بیت المال سے خاص ہیں۔

الحمد للہ کہ حضرت اقدس بخیریت ہیں۔

جیسا کہ اخبار میں لکھا جا چکا ہے۔ جناب چودھری نصر اللہ خان صاحب حج کر کے بخیریت اپنے وطن پہنچ گئے ہیں ؛

نظم

مشعل ہدایت ظلمتکدہ یورپ میں

(از برادرم عبد المجید صاحب احمدی ٹمبر مرچنٹ جہلم)

سُن اے یورپ ترے گھر آج وہ مہمان آتا ہے
فرشتوں میں ہے جس کی قدر وہ انسان آتا ہے

جو قرآں کو سمجھتا ہے جسے قرآن آتا ہے
دکھانے اہل یورپ کو خدا کی شان آتا ہے

ادب ملحوظ رکھنا اس کے حسنِ خیر مقدم میں
نہیں کوئی معزز اس سے بڑھ کر آجکل ہم میں

یہ مصلح صاحبِ ارشاد بھی ہے اور ہادی بھی
یہ صبر و حلم کا خوگر بھی ہے طاعت کا عادی بھی

ہے اس کی وضع تعبیر سلف بھی اور سادی بھی
مُبلغ بھی یہی ہے قوم مسلم کا منادی بھی

کرشمے سینکڑوں ہیں چشم ملت ساز میں اسکی
خدا خود بول اٹھتا ہے کبھی آواز میں اسکی

یہ اپنے خادموں کو چھوڑ کر بے تاب آیا ہے
نہ یہ لینے خطاب اور بے تکے القاب آیا ہے

بنانے اک فسردہ قوم کو شاداب آیا ہے
مگر کرنے کو پیدا زیست کے اسباب آیا ہے

اٹھو اور اس کے نفسِ عیسوی سے زندگی لیلو
یہاں وعدہ نہیں ہوتا ہے جو چاہو ابھی لیلو

بشیر الدین ہیں محمود احمدؑ ان کو کہتے ہیں | یہ وہ ہیں اہلِ دل فخر اب وجد ان کو کہتے ہیں
امینِ راز ہائے گنج سرمد ان کو کہتے ہیں | امیر کاروانِ احمر و اسود ان کو کہتے ہیں

وہ جلوہ جس کے تھے سب منتظر موجود ان میں ہے
کہ پیدا ہر ادائے مہدئ موعود ان میں ہے

نہ ہے تقدیر یورپ اک دعا لیکر یہ آئے ہیں | تمہیں دینے کو اسبابِ وفا لیکر یہ آئے ہیں
ہدایت کے لئے لوحِ ہدیٰ لیکر یہ آئے ہیں | اٹھو بندو! کہ پیغامِ خدا لیکر یہ آئے ہیں

سنو! جو لفظ نکلے منہ سے دل میں جذب ہو جائے
جو ہو ارشاد عزمِ مستقل میں جذب ہو جائے

الٰہی طالبِ مضطر کو پھر دیدار ہو ان کا | سفر پھر جلد سوئے خادمانِ زار ہو ان کا
متاعِ خلد یورپ کے لئے ایثار ہو ان کا | مسیحا اس سے خوش ہو جائیں جو بیمار ہو ان کا

رہے سایہ ہمارے سر پر ان کے جودِ پیہم کا
رہیں محفوظ ہر شر سے کہ یہ قبلہ ہیں عالم کا

اخبار احمدیہ

انگریزی دان دوست توجہ فرماویں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے سفر یورپ کے متعلق کئی انگریزی اخباروں میں ان کے خاص نامہ نگاروں کی طرف سے تار چھپ رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ چھپیں گے چونکہ تمام اخبارات قادیان میں نہیں آتے۔ اس لئے ہمیں پورے طور پر اطلاع نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ سٹیٹسمین کے تار کی خبر منصوری کے ایک دوست نے دی۔ اور انڈین ڈیلی میل کا ترجمہ ہمدم لکھنؤ میں دیکھا گیا۔ پس انگریزی جاننے والے احباب اس بات کا خاص اہتمام فرماویں کہ وہ اپنے اپنے شہر کی لائبریریوں میں اس بات کا خصوصیت سے خیال رکھیں۔ نیز ان اخباروں کا بھی جو ان کے کسی دوست یا اور کسی معزز شہری کے پاس آتے ہیں کہ اگر کوئی تار یا خبر یا مضمون حضور یا سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہو۔ تو اس سے ضرور دفتر الفضل میں اطلاع دیکر مشکور فرماویں تار یا مضمون کی نقل آنی چاہیئے۔

شاعر صاحبان سے گذارش

میرے لئے یہ نہایت ہی خوشی کی بات ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے یورپ تشریف لے جانے کے دن سے لے کر اب تک کثرت کے ساتھ نظمیں موصول ہو رہی ہیں۔ اور اس طرح مجھے قریباً ہر پرچہ میں ایک نہ ایک نظم شائع کرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک مشکل بھی پیش آرہی ہے۔ اور وہ یہ کہ نظم بھیجنے والے احباب کا ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ جلد سے جلد ان کی نظم شائع کی جائے۔ اور اگر چند دن تک شائع نہ ہو سکے۔ تو وجوہات دریافت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور بعض تو ناراضگی کا بھی اظہار کرتے ہیں۔

چونکہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے اس قسم کے خطوط کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ اس لئے بذریعہ اخبار گذارش ہے کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ جس ترتیب سے کوئی نظم موصول ہو۔ اسی ترتیب سے شائع ہو۔ یعنی جو پہلے آئے۔ وہ پہلے شائع ہو۔ اور جو پھر بعد میں آنیوالی۔ سوائے کسی خاص وجہ کے۔ اسلئے احباب کو مطلع رہنا چاہیئے۔ کہ اگر ان کی نظم شائع ہونے کے قابل ہو گی۔ تو ترتیب کے لحاظ سے اپنے وقت پر شائع ہو جائیگی۔ پس اس بارے میں جواب طلبی کی تکلیف نہ فرمایا کریں۔

چونکہ عموماً نظم بھیجنے والے اصحاب ہی اپنی اپنی نظم کے جلد شائع ہونے کے لئے بے تابی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور گلے شکوے شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے خاص طور پر انہیں مخاطب کیا گیا۔ مضامین بھیجنے والے اصحاب کی خدمت میں بھی یہی گذارش ہے۔

ایک مولوی فاضل کی ضرورت

پورٹ بلیئر کے سکول میں جہاں ہمارے مکرم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر رہ چکے ہیں۔ ایک مولوی فاضل کی ضرورت ہے۔ وہاں کے ہیڈ ماسٹر ایک صاحب امرتسر کے رہنے والے مسلمان ہیں۔ ۵۰ - ۵ - ۱۰۰ روپیہ کا گریڈ ہوگا۔ ہمارے احمدی مولوی فاضل کلاس پاس شدہ میں سے اگر کوئی صاحب جانا چاہیں۔ تو تبلیغ کا بھی اچھا ذریعہ اور موقعہ ہے۔ اور تنخواہ بھی معقول ہے درخواستیں بنام ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی اے) کوچہ میاں اسد اللہ صاحب پلیڈر۔ کٹڑہ جیمل سنگھ امرتسر روانہ کرنی چاہیئیں۔ قاضی عبد اللہ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

سکرٹری صاحبان دعوت و تبلیغ ضلع سیالکوٹ

ضلع سیالکوٹ کے لئے مولوی ظفر اسلام صاحب کو مبلغ مقرر کیا گیا ہے۔ جن جن مقامات پر احمدیہ جماعتیں ہیں۔ وہ ان سب مقامات کا دورہ کرینگے۔ اور جن مقامات میں چند یوم ٹھہرنے اور جماعت کی تربیت اور تبلیغ کی ضرورت ہو گی۔ وہاں ٹھہرینگے۔ جملہ احمدی احباب بالخصوص سکرٹری صاحبان و امیر صاحبان جماعت ان کو ضروری امور سے واقفیت اور سہولت بہم پہنچا کر شکریہ کا موقعہ دیں۔
سید محمود اللہ شاہ۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ایک غلط بیانی کی تردید

خان محمد صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ چک لوہٹ ضلع لدھیانہ کے متعلق یہ غلط بیانی کی گئی تھی۔ کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں۔ مگر انہوں نے اس کی پُرزور تردید ارسال کی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

احمدیت کی خاطر خدا تعالیٰ کی راہ میں تازہ قربانی
کابل میں ظالمانہ قتل
ایک اور احمدی شہید کر دیا

بذریعہ خاص تار معلوم ہوا ہے کہ:-

ہمارے مکرم معظم احمدی بھائی مولوی نعمت اللہ خان کو جس کے متعلق مفصل حالات الفضل میں چھپ چکے ہیں محض اس جرم میں کہ وہ احمدی ہے کابل میں ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو سنگسار کر دیا گیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

تمام جماعتیں شہید مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
یوم پنجشنبہ قادیان دار الامان - مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۲۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بیت المقدس میں۔

نہایت دلچسپ اور مسرت انگیز حالات

(مکرم بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی کے خطوط سے یہ حالات مرتب کئے گئے ہیں)

۳ اگست ۱۹۲۴ء کو حضرت صاحب نے اعلیٰ کمشنر کے ساتھ لنچ کھانا تھا۔ جو کہ اس کی درخواست پر حضور نے منظور فرما لیا تھا۔ اس بارہ میں پرائیویٹ سکرٹری کمشنر صاحب کو حضور کے پرائیویٹ سکرٹری کے ذریعہ ٹیلیفون پر اطلاع کی گئی۔ کہ حضور لیڈیوں سے مصافحہ نہ کرینگے۔ کیونکہ یہ امر ہمارے لئے شرعاً ممنوع ہے۔ قبل از وقت اس بات کا اظہار ضروری تھا۔ تاکہ وقت پر کوئی دقت واقع نہ ہو۔

پرائیویٹ سکرٹری نے اس بات کو نوٹ کیا۔ اور پھر پوچھا کہ ڈیڑھ بجے آپ تشریف لائینگے؟ کہدیا گیا کہ ہاں ڈیڑھ بجے حضرت صاحب تشریف لائینگے۔

دعوت چاء بیت المقدس کے سب سے بڑے رئیس مفتی صاحب نے حضور کو چاء کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ حضور ۲ اگست چار بجے کے بعد اس کے مکان پر پہونچے مفتی صاحب جو اس علاقہ کی حکومت میں سپریم کونسل کے صدر ہیں۔ مع چند دیگر رؤساء مکان کے دروازہ پر حضور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ مصافحہ اور سلام کے بعد حضور کو ایک وسیع دالان میں کرسی پر بٹھا کر نصف گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ اور حالات سفر اور حالات تبلیغ اور مشنوں کے حالات معلوم کرتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی عربی میں گفتگو یہ تمام گفتگو عربی زبان میں ہوئی۔ اور حضور عربی میں جواب دیتے رہے۔ حضور کو سلیس عربی اور فصیح زبان بولتے ہوئے سنکر وہ کسی قدر حیران ہوا۔ اور پوچھا عربی آپ نے کہاں پڑھی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ہمارے امام علیہ السلام بانی سلسلہ کا حکم ہے کہ ہم لوگ قرآن کریم کی زبان کو زندہ رکھنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی دوسری زبان عربی بنائیں۔ تاکہ عالم اسلامی میں اتحاد اور وحدت قائم ہو سکے۔ قادیان کا ہر گھر اس بات کے لئے ایک مدرسہ کا کام کر رہا ہے۔ اور خاص طور پر اپنی تعلیم اور علوم عربی کی ترویج کے لئے ایک کالج قائم ہے۔ میں صرف بیس (۲۰) دن کے قریب مکہ مکرمہ میں جب حج کیواسطے گیا۔ تو رہا تھا۔ غرض تو مصر میں تعلیم حاصل کرنے کی تھی۔ مگر ایام حج کی وجہ سے حج کو چلا گیا۔ واپسی پر مجھے مصر میں داخلہ سے روکا گیا۔ قرنطینہ تھا۔ اس وجہ سے میں واپس قادیان چلا گیا۔ یہ جو کچھ بولتا ہوں۔ صرف قادیان کی آب و ہوا کا اثر اور حضرت مسیح موعود کے حکم کی تعمیل میں ہے۔

ان باتوں سے مفتی صاحب۔ قاضی صاحب اور دوسرے حاضرین پر گہرا اثر ہوا۔ تبلیغی مشن اور انکی کارروائیوں کی تفصیل سنکر اور بھی بہت متاثر ہوئے۔ اور بڑے ادب و احترام سے باتیں کرتے رہے۔ حضور نے ہم میں سے ہر ایک کا تعارف صاحب خانہ اور دوسرے لوگوں سے کرایا۔

چاء نوشی کوئی ایک گھنٹہ کے قریب اس طرح باتیں ہوتی رہیں۔ آخر چاء کا میز تیار ہو گیا۔ اور صاحب خانہ نے باادب عرض کیا۔ کہ حضور چاء نوش فرمانے کے لئے تشریف لے چلیں۔ چنانچہ حضور مع تمام خدام چاء کی میز پر تشریف لے گئے۔ جہاں چاء۔ کیک۔ بسکٹ اور مختلف اقسام کے پھل وغیرہ قرینہ سے چنے اور سجائے ہوئے تھے۔ صاحب خانہ مفتی صاحب حضرت کے دائیں ہاتھ بیٹھے۔ اور قاضی صاحب حضور کے بائیں ہاتھ۔ ان دونوں کے بعد دونوں طرف حضور کے غلام حسب ذیل تھے۔ حافظ روشن علی صاحب۔ ذو الفقار علی خان صاحب چودہری فتح محمد خان صاحب۔ اور شیخ عبد الرحمن صاحب مصری۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب۔ مولوی رحیم بخش یعنی شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ چودہری محمد شریف صاحب اور عبد الرحمن قادیانی۔ اس طرح اس دعوت میں حضرت سمیت کل گیارہ آدمی ہم تھے۔ اور ۶ دوسرے لوگ تھے جنہیں صاحب خانہ مفتی صاحب اور قاضی شہر اور ۳ کس اور نوجوان اور ایک صاحب ادھیڑ عمر شریک تھے۔

سوال و جواب سلسلہ کلام دجال سے شروع کر کے ختم نبوت تک چلا۔ وہ سوال کرتے تھے۔ حضرت صاحب ان کا جواب دیتے تھے۔ قاضی صاحب نے سختی سے اور کسی قدر تعصب سے اور مفتی صاحب نہایت سنجیدگی اور ادب سے کلام کرتے تھے باقی چاروں کس ہمارے خیالات کی تائید میں تھے۔ اس طرح خوب ہی سلسلہ کے حالات کی تبلیغ ہوئی۔ آخر شام کی اذان کے قریب وہاں سے فارغ ہوئے۔

ہر کام میں نظام حضرت صاحب کو ہمیشہ اپنے تمام کاموں میں ایک نظام با قاعدگی اور ترتیب کا خیال ہوا کرتا ہے۔ اور ہمیشہ حضور ارشاد تاکید اس کا حکم بھی دیدیا کرتے ہیں۔ اس سفر میں حضور نے فرمایا تھا کہ چونکہ ایک متمدن اور مہذب ملک میں جا رہے ہیں۔ لہذا اس امر کا خاص خیال رکھا جائے۔ کہ ہمارے ہر کام میں ایک ترتیب اور نظام قائم رہے سٹیشن سے اترنا۔ شہروں میں پھرنا۔ مجالس کی شرکت۔ دعوتوں کی شرکت فوٹو میں ترتیب اور نظام قائم رکھا جائے۔ مگر اس طرف ۱۰ اگست تک کوئی توجہ نہ کی گئی۔ آخر حضور نے خود ایک ترتیب قائم کی۔ اور حکم دیا کہ اسکے مطابق آئندہ عملدرآمد ہوا کرے۔ وہ ترتیب درج ذیل کرتا ہوں:۔

مختلف موقعوں کی ترتیب (۱) بازاروں میں چلنے کی صورت میں آگے حضرت صاحب ہوں۔ اور حضور کے بعد حسب ذیل دو دو آدمی ہوں پہلے نام والے دائیں ہاتھ اور دوسرے نام والے بائیں ہاتھ پر رہیں۔

ذو الفقار علیخان صاحب اور حافظ روشن علی صاحب۔ چودہری فتح محمد خان صاحب اور شیخ عبد الرحمن صاحب مصری۔ حضرت میاں صاحب اور مولوی رحیم بخش صاحب۔ عرفانی صاحب اور ڈاکٹر صاحب۔ چودہری محمد شریف صاحب اور قادیانی۔ ان سب کے بعد چودہری علی محمد صاحب۔

(۲) اگر بازار میں بھیڑ ہو۔ اور دو دو کر کے چلنے کا موقع نہ ملے۔ تو دائیں ہاتھ والا آدمی آگے اور بائیں والا پیچھے ہو کر ایک لمبی قطار میں جائے۔ (۳) اگر لمبی لائن میں فرنٹ کو کھڑے ہونا ہو۔ تو درمیان میں حضرت صاحب ہوا کرینگے۔ اور باقی دوستوں کی ترتیب حسب ذیل ہوگی:۔ دائیں جانب خان صاحب۔ حافظ صاحب۔ میاں صاحب۔ مولوی رحیم بخش صاحب۔ قادیانی۔ محمد شریف صاحب۔ بائیں جانب فتح محمد صاحب۔ مصری صاحب۔ عرفانی صاحب۔ ڈاکٹر صاحب۔ علی محمد صاحب۔

(۴) اگر فرنٹ پر دو لائنوں میں کھڑا ہونا ہو تو حسب ذیل ترتیب ہوا کریگی پہلی لائن۔ درمیان میں حضرت صاحب۔ دائیں جانب خان صاحب۔ حافظ صاحب۔ میاں صاحب + بائیں جانب۔ چودہری فتح محمد صاحب۔ مصری صاحب۔ مولوی رحیم بخش صاحب۔ دوسری لائن۔ ڈاکٹر صاحب۔ عرفانی صاحب۔ قادیانی چودہری محمد شریف صاحب۔ چودہری علی محمد صاحب۔

وردی پہن کر نکلنا مورخہ ۲ اگست ہفتہ کے روز حضور کے ہمرکاب تمام خدام یونی فارم میں اسی ترتیب کے ماتحت نکلے۔ چلے اور دعوت چاء میں بیٹھے تھے۔ یونی فارم میں اس طرح سے

ایک ایسے بلیغ قافلہ کا بندرگاہ میں پہنچنا تھا کہ لوگوں کی آنکھیں اٹھنے لگیں اور ہر کس و ناکس چھوٹے اور بڑے عورت اور مرد کی توجہ اس قافلہ کی طرف تھی ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کہاں سے آئے ہیں کیا غرض ہے۔ پھر تھوڑے سے اتنی ہی باتیں تھیں حضرت کیلئے لوگوں نے پرنس چیف بیع اور ہمارے بتانے پر خلیفۃ المسیح نام تجویز کئے۔ اور ہر ایک کو شوق ہوا۔ کہ معلوم کرے۔ کہ کیوں آئے ہیں۔ کیا کام ہے۔ اور کہاں جائیں گے۔ سو اس طرح سے تبلیغ کیلئے خوب موقع مل گیا۔ اور سارے شہر میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک بجلی کی طرح شہرت ہو گئی۔ مسلمان بہت ہی خوش معلوم ہوتے تھے۔ یہود کو بھی توجہ ہوئی۔ جہاز میں چند یہودی ہمارے ساتھ سفر کرتے تھے۔ ان کو تبلیغ کی گئی تھی۔ وہ بھی بڑے شوق سے آئے کہ آپ لوگ ہمیں جہاز میں پوچھتے تھے۔ اب ہمارے علماء موجود ہیں۔ ان سے ملکر بات چیت کریں۔ غرضیکہ خوب ہی شہرت ہوئی۔ انت جابجی مسلم الحمد للہ۔ کی آوازیں آتی تھیں۔

یہودی علماء سے ملاقات حضرت صاحب نے حافظ روشن علی صاحب چودھری فتح محمد خانصاحب اور عرفانی صاحب کو یہودیوں کے علماء سے ملنے کی غرض سے بھیجا۔ جو روانگی کے دن آخری اوقات میں گئے۔ اور چونکہ پہلے سے انتظام و اطلاع کر رکھی تھی۔ ان کے بڑے بڑے علماء ایک جگہ جمع تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ بعض سوالات کئے گئے۔ مگر ان کے جواب میں ان یہودی علماء میں باہم اختلاف تھا۔ وہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم ناپاک ہو گئے ہیں۔ جب کوئی نبی ہم میں آوے گا۔ تب ہم پاک ہوں گے۔ اور جب ہی مسجد اقصیٰ کے اندر داخل ہوں گے۔ جب تک ہم میں نبی نہیں آتا۔ تب تک ہم مسجد کی دیواروں کے ساتھ منہ لگا کر روتے اور بلبلاتے ہی رہینگے۔ اور دعائیں کرتے رہیں گے۔ نبوت ایک رحمت تھی۔ اور اللہ کا فضل تھا۔ ہماری غلط کاریوں کی وجہ سے خدا ناراض ہوا۔ اور نبوت کا دروازہ ہم پر بند ہے۔ پس جب پھر خدا ہم سے خوش ہو گا۔ نبی بھیجے گا۔ اور ہم اس کے انعامات کے وارث ہوں گے۔ تب اندر داخل ہوں گے۔

ان کو حضرت مسیح موعودؑ کی خبر سنائی گئی۔ مگر وہ حضرت مسیحؑ (مسیح ناصری) کے ساتھ کچھ ایسی بے طرح عداوت اور بغض رکھتے ہیں۔ کہ اس بغض کی وجہ سے کوئی بات ان کی سمجھ میں آتی ہی نہیں۔ حافظ صاحب فرماتے تھے۔ کہ کہلاتے تو عالم ہیں۔ مگر ہیں بالکل جاہل۔

حضرت صاحب کا پہنچ گورنر کے ہاں حضرت صاحب مع مولوی رحیم بخش صاحب اور ذو الفقار علی خاں صاحب گورنر صاحب کے ہاں پہنچ پر تشریف لے گئے۔ حضرت صاحب کی موٹر جب گورنمنٹ ہوس میں پہنچی۔ (جو جبل زیتون اور روسی گرجا کے متصل واقع ہے۔) تو کیپٹن ہلٹن اے ڈی سی گورنر صاحب دروازہ پر کھڑے تھے۔ انہوں نے بڑھ کر حضور کا استقبال کیا۔ گورنر صاحب بھی کمرہ سے باہر نکل کر استقبال کیا۔ اور ڈرائنگ روم میں لے گیا۔ جہاں تین لیڈیاں بیٹھی تھیں۔ لیڈیوں سے کوئی تعارف نہ کرایا گیا۔ اور ان کو سلام بھی نہ کیا گیا البتہ وہ اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئیں۔ اسی ڈرائنگ روم میں حضور تھوڑی دیر بیٹھے رہے۔ اور معمولی گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد گورنر صاحب نے عرض کیا۔ کہ کھانے کے واسطے تشریف لے چلیں۔ چنانچہ حضور کھانے کے کمرہ میں گئے۔ جہاں اس ترتیب سے بیٹھے۔

مولوی رحیم بخش صاحب ۔ گورنر صاحب ۔ حضرت صاحب

کھانے کا میز

[illegible]
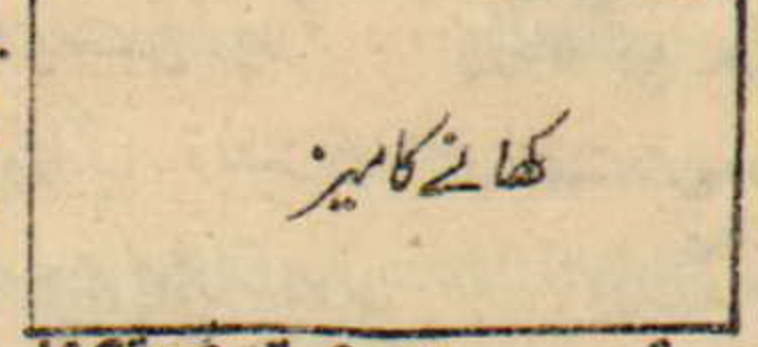
کھانے کی انگریزی طرز کھانا شروع ہو گیا۔ طرز بالکل انگریزی تھا۔ کھانا حضرت صاحب نے اور حضور کے خدام نے سیدھے ہاتھ سے کھایا یعنی کانٹا سیدھے ہاتھ میں لیا۔ اور چھری الٹے ہاتھ میں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اور انگریزی میں گفتگو حضرت صاحب کو گورنر صاحب نے مخاطب کر لیا۔ اور پھر حضور نے سلیس انگریزی میں ان سے باتیں شروع کیں۔ ترجمان کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اور نہ ہی انشاء اللہ رہے گی۔ حضور نے اس کو سلسلہ کے تمام حالات سنائے۔ اور خوب واقف کر دیا۔ اور یہ گفتگو دلچسپی تک جاری رہی۔ سلسلہ کی تعلیم خصوصیات تاریخ۔ وسعت اہمیت غرض سب باتیں سنائی گئیں۔ جن کو گورنر صاحب نے نہایت دلچسپی سے سنا۔ حضور نے ہندوستان کی سیاسیات کے متعلق بھی اس سے گفتگو کی۔ اور لوکل حالات (القدس) کے متعلق بھی حضور نے اس سے معلوم کئے۔ اور مشورے دیے۔ جن کو اس نے خوشی اور عزت کی نگاہ سے دیکھا تھا اور خوش ہوا۔ روانگی کے وقت اس نے ایک نقشہ تمام فلسطین کا دکھایا۔ بحیرہ مردار جو سامنے نظر آتا تھا دکھایا۔ اور خود بخود بغیر درخواست کرنے کے دو چٹھیاں ایک قنصل دمشق کے نام دوسری قنصل روم کے نام اپنی طرف کے ملک میں لکھ کر دے آیا جن میں بہت تعریف اور عزت کے الفاظ استعمال کئے اور کہا۔ کہ میں تو بہت ہی انٹرسٹنگ تھا۔ اچھا ہوتا۔ اگر آپ اور ٹھہرتے۔ آخر میں حضور کو اپنا باغ دکھایا۔ اور حضور کو بہت عزت اور محبت سے رخصت کیا۔

بیت المقدس سے روانگی حضور موٹر میں بیٹھ کر واپس نیو گرانڈ ہوٹل میں چار بجے کے بعد پہنچے۔ جہاں سامان سٹیشن پر لیجانے کیلئے تیار رکھا تھا۔ حضرت صاحب نے نماز ظہر و عصر باجماعت پڑھائیں۔ اور سٹیشن کو روانہ ہو گئے۔ گورنر صاحب نے حضرت صاحب کے حضور عرض کیا۔ کہ اس نے ریلوے افسران کو اطلاع کر دی ہے۔ کہ وہ آپ کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھیں۔ اور حیفا کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بھی خط لکھا۔ اور بار بار کہا۔ کہ بیروت ضرور دیکھیں۔ کیونکہ بیروت قابل دید مقام ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں غور کروں گا۔ گاڑی پانچ بجے روانہ ہوئی۔ اور ہم لوگوں نے بیت المقدس کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھا۔

بیت المقدس کی آبادی اور اسکی حالت بیت المقدس میں نصف کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ باقی یہودی اور عیسائی ہیں۔ یہودی مالدار ہیں۔ تاجر اور بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہیں۔ تعلیم ان میں زیادہ ہے۔ مسلمان نسبتاً غریب ہیں۔ مگر متکبر ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ ان کا نظام اور طاقت ایسی ہے۔ کہ یہودی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ مسلمانوں میں تعلیم بہت کم ہے۔ عموماً زائرین کی خیرات یا لوٹ کھسوٹ پر گذارہ کرتے ہیں۔ سبزی فروشی کا کام بھی مسلمانوں کی عورتیں سر بازار کرتی ہیں۔ حاجیوں کو دیکھ کر مسلمان بہت خوش ہوتے ہیں۔ مسلمان دیہاتی عورتیں مضبوط اور محنتی ہیں۔ دودھ پھل اور سبزی میلوں سر پر اٹھا کر شہر والوں میں لاتی ہیں۔

پردہ کا انتظام شہری عورتوں میں پردہ کا نہایت ہی اچھا انتظام ہے۔ گو برقعہ مصری طرز کا ہے۔ مگر ایسی اچھی طرح سے اوڑھتی ہیں۔ کہ بدن کا کوئی حصہ ننگا نہیں ہوتا۔ اور ان کو آسانی بھی رہتی ہے۔ بے حیائی اور بے باکی ان عورتوں میں نظر نہیں آتی۔ بالکل شریفانہ طور پر رہتی ہیں۔ بازاروں میں چلتی پھرتی ہیں۔ مگر رفتار اور گفتار میں پردہ اور وقار کو قائم رکھتی ہیں۔ یہودی عورتیں اور عیسائی بے پردہ پھرتی ہیں۔ مگر سنا گیا ہے۔ کہ ان میں بھی بدکاری اور بے حیائی نہیں۔ اور یہ بیت المقدس اور قبور انبیاء کے احترام کو خصوصیت سے ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ کوئی مقام کھلی بدکاری کا القدس میں نہیں پایا جاتا۔

بعض اور مقامات

۲۴- اگست کو ۱۱ بجے کے قریب حضور پھر بعض مقامات کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی قبر پر حضور نے دعا کی۔ جرمن چیپل بھی دیکھا۔ جو نہایت ہی شاندار عمارت ہے۔ اور قلعہ کی طرز پر محفوظ بنائی گئی ہے۔ قیصر جرمن جب القدس کی زیارت کو آیا تھا۔ تو سلطان عبدالحمید نے اس کو وہ زمین عطا کی تھی۔ جہاں اب جرمن چیپل بنایا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں حضرت مریم نے وفات پائی تھی۔ القدس میں حضور نے اس قدر مقامات دیکھے۔ اور حضرت عیسٰی کی تمام نقل و حرکت کی جگہیں حضور کو دکھائی گئیں۔ جو ابتدا سے انتہا تک تاریخی ناول بنایا گیا ہے۔ اور بات کو سجانے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض جگہ حضرت صاحب نے دکھانے والے گائیڈ کی تاریخی غلطی ظاہر کی۔ اور جرح قدح اور تنقید فرمائی۔ جس پر گائیڈ حیران ہو جاتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ خیر ہمیں ایسا ہی بتایا گیا ہے۔ یا ایسا ہی مشہور ہے۔ میں آپ کی تنقید کا جواب نہیں دے سکتا۔ نصرانیوں نے حضرت عیسٰیؑ کی ہر ہر حرکت و سکون کے مقامات بنائے ہوئے ہیں۔ بائیبل میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ کچھ ان لوگوں نے زمین پر مکانات کی صورت میں دکھانے کی کوشش کی ہے۔ جس مقام پر حضرت مسیحؑ کے مقدمہ کا فیصلہ رومی گورنر نے سنایا تھا۔ وہاں ان دنوں ایک مدرسہ ہے۔ جس کا متولی ایک مسلمان ہے۔ وہاں حضور دیر تک بیٹھے رہے۔ اور متولی سے باتیں کرتے رہے۔ متولی نے نہایت ہی احترام سے حضور کو بٹھایا۔ اور تلسی و ریحان کے سبز پتے باغیچہ سے توڑ کر سب کی نذر کئے۔ حضرت صاحب نے تلسی کے متعلق اسے ہندوؤں کے خیالات سنائے۔ اور گویا شام تک وہیں تشریف رکھی۔ القدس کی تمام زیارت گاہوں پر قریباً مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ ایک بڑا گرجا جہاں حضرت عیسٰیؑ کو صلیب دی گئی تھی۔ وہاں چودہ مقامات حضرت مسیح کے گرنے پڑنے اور تھک تھک کر ٹھیرنے کے بنائے ہوئے ہیں۔ جہاں وہ قبر دکھائی گئی ہے۔ جس میں حضرت عیسٰیؑ تین دن تک رہے۔ اس پر عیسائیوں کا قبضہ دکھائی دیتا ہے۔ مگر وہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کی دور اندیشی اور معدلت گستری کی وجہ سے رہا۔ ورنہ وہاں بھی نہ رہتا۔ حضرت عمرؓ نے اسقف کے چابیاں پیش کرنے اور درخواست کرنے پر کہ نماز اس میں ادا کریں۔ وہاں نماز ادا نہ کی۔ اور دوسری جگہ نماز پڑھی اور فرما بھی دیا۔ کہ اگر میں اس گرجا میں نماز پڑھ لوں گا۔ تو پھر یہ گرجا نہ رہ سکے گا۔

القدس کی مسجد اقصٰی میں نماز اور دعا

القدس کی مسجد اقصٰی میں حضور نے دو رکعت نماز پڑھی۔ تمام احباب کے واسطے دعائیں کیں۔ حضور نے اکثر حصہ فہرست کا نام بنام پڑھا۔ اور دو رکعت لمبی نماز پڑھ کر دعائیں کیں۔

حضرت عیسٰیؑ کے آسمان پر جانے کی حقیقت

حضرت صاحب نے وہ مقام بھی دیکھا۔ جہاں سے حضرت عیسٰیؑ کا آسمان پر چڑھنا بتایا جاتا ہے۔ اس کے متصل ہی ایک قبر کسی سید صاحب کی ہے۔ رہنما نے بتایا۔ کہ حضرت امام حسین رضؓ کی نسل کے ایک بزرگ گذرے ہیں۔ ان کی قبر ہے۔ اس قبر کے باہر لکھا تھا۔ من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ۔ حضور نے گائیڈ سے کہا۔ یہ کیا لکھا ہے۔ اور مسکرائے اس پر گائیڈ بھی سمجھ گیا۔ اور ہنس پڑا۔ اس جگہ جہاں سے حضرت عیسٰیؑ کا آسمان پر اٹھایا جانا آیت بل رفعہ اللّٰہ الیہ سے سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مشیت اور تصرف نے یہ الفاظ لکھوا دیئے ہیں۔ جو حضرت عیسےٰؑ کے آسمان پر جانے کی حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ مقام القدس میں سب سے دور تھا۔ موٹروں پر ہم لوگ گئے۔ مسجد اقصٰی میں قرآن کریم کے کئی نسخے رکھے ہوئے ہیں۔ ایک نسخہ سورہ یٰسین کا ہے۔ جس کے متعلق لکھا تھا۔ کہ حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ کی طرز تحریر کی نقل ہے۔ حضرت عثمان رضؓ کے نمونہ کے قرآن شریف پر اعراب اور نقاط بالکل نہ تھے۔ سورہ یٰسین کے ایک صفحہ کی نقل حضرت صاحب کے ارشاد پر حضرت میاں شریف احمد صاحب نے مطابق اصل لے لی۔ تاکہ ڈاکٹر منگانہ کے قرآن شریف پر اعتراضات کا جواب دیا جا سکے۔

ہوٹل کا خرچ

ہوٹل والے نے صرف تین وقت کا سالن پکانے کا کرایہ جو کہ ہمارے آدمی نے پکایا۔ اس کے چولھے اور ایندھن تھا۔ ایک پونڈ وصول کیا۔

ہم لوگ پونے پانچ بجے کے قریب القدس سٹیشن پر پہنچے۔

(نوٹ) جس خط سے یہ اقتباس لئے گئے ہیں۔ وہ ۲۴ر اگست کو بیت المقدس سے چلا ہوا ہے۔ اس خط اور بھائی جی کے دیگر ان خطوط کے متعلق جن کے اقتباس اخبار میں شائع ہوں۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ اخبار کے لئے نہیں لکھے گئے۔ میں بطور خود ان سے ضروری اقتباس لے لیتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

بیت المقدس سے روانگی

۲۴ر اگست ۵ بجے شام القدس سٹیشن سے سوار ہو کر شام کے وقت ہم لوگ واپس لد کے سٹیشن پر پہنچے۔ جہاں حیفا کے لئے گاڑی بدلنی پڑی۔ لد سے دوسری گاڑی لے کر رات کے ۱/۲-۱۰ بجے حیفا کے سٹیشن پر پہنچے۔

حیفا کی بستی

حیفا سمندر کے کنارے پر بہت ہی خوبصورت اور صاف ستھری بستی ہے۔ ریل کی لائین سمندر کے بالکل کنارے کنارے گذرتی ہے۔ سمندر کی موجیں ریل کی سڑک سے ٹکرا ٹکرا کر واپس جاتی ہیں۔ رات کا وقت سمندر میں کشتیوں اور جہازوں میں بجلی اور لیمپوں کی روشنی شہر کے مکانات کے چراغاں کا سماں نہایت ہی دلکش نظارہ اور خوش منظر تھا۔

حیفا کے سٹیشن پر شب باشی

گاڑی حیفا کے سٹیشن پر پہونچی۔ ہوٹلوں کے ایجنٹ اور دلال پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ اور اترنے والے مسافروں کو یا حاجی یا حاجی کہکر ادھر ادھر گھسیٹتے تھے۔ کک کے ایجنٹ بھی موجود تھے۔ حضور نے انہی کے سپرد اپنا کام کر دیا۔ سامان گاڑی سے ہم لوگوں نے خود ہی اتارا۔ اور سٹیشن کے مسافر خانہ میں لے گئے۔ حضرت صاحب کا سامان حضرت کے ساتھ ہی گرانڈ ہوٹل نصار میں لیجایا گیا۔ جو سمندر کے کنارے بہت خوبصورت مقام پر واقع ہے۔ حضرت صاحب کے ہمرکاب اس ہوٹل میں حضرت میاں شریف احمد صاحب۔ ذوالفقار علی خاں صاحب۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ چوہدری محمد شریف صاحب بھی تشریف لے گئے۔ [illegible] کے متعلق حضرت صاحب نے حکم دیا۔ کہ کسی قریب کے [illegible] ٹھیر جائیں۔ کیونکہ وہ ہوٹل شہر سے بہت دور تھا۔ اور [illegible] لے جانا۔ اور پھر صبح کو واپس لانا مشکل تھا۔ لہذا ہم میں محمد یا حافظ روشن علی صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ اور چوہدری فتح محمد صاحب تینوں بزرگ ایک قریب کے ہوٹل میں ٹھیرے جو سٹیشن سے ایک منٹ کی راہ پر واقع تھا۔ اور جس کا نام دار الفرح تھا۔ باقی شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ مولوی رحیم بخش صاحب۔ چوہدری علی محمد صاحب۔ رحم دین اور قادیانی ہم لوگ سٹیشن کے مسافر خانہ میں ٹھیرے۔ سامان چونکہ سب ہمارے پاس تھا۔ لہذا رحم دین اور قادیانی باری باری رات کو پہرہ دیتے رہے۔ باقی دوست جہاں آرام کی جگہ دیکھی ادہر ادھر کے بنچوں پر لیٹ گئے۔ موسم گرم تھا۔ رات کو پسینہ آتا تھا۔ مچھر بھی ستاتے تھے۔ پولیس ہوشیار اور فرض شناس معلوم ہوتی ہے۔ رات کو شہر میں وسلوں کی آوازیں بہت بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ جو پولیس کے پہرہ دار ایک دوسرے کو خبردار کرنے کی غرض سے بجاتے تھے۔

حیفا ایک چھوٹی سی پہاڑیوں کے سلسلہ کے ساتھ آباد ہے۔ اور بہت خوش وضع اور صاف مقام ہے۔ لوگ اکثر اس کے نظاروں کی وجہ سے سیر و سیاحت اور بعض کیا اکثر عیاشی کی غرض سے یہاں آتے ہیں۔ رات چونکہ حضرت صاحب کو دو ایک دست آ گئے تھے۔ طبیعت بے آرام تھی رات بے آرامی میں گذری۔ صبح کو حضرت صاحب شہر دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت کی گاڑی کا ڈرائیور (گھوڑا گاڑی عربی گھوڑوں کی فٹن یا لینڈو) پڑھا لکھا . بلکہ مولوی آدمی تھا۔ حضرت صاحب نے اسکو تبلیغ کی۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے ملاقات

تھوڑی دور جا کر حیفا کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی کوٹھی آئی۔ حضرت صاحب نے مولوی رحیم بخش صاحب کو اس سے ملاقات کرنے کے لئے بھیجا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اچھا خلیق آدمی تھا۔ محبت اور اخلاص سے پیش آیا۔ اور حضرت صاحب کا نام لے کر کہا کہ سفر لمبا ہے۔ راستہ میں شاید کوئی سامان نہ ملے۔ لہذا میں کچھ فروٹ منگاتا ہوں۔ آپ میری طرف سے ہزہولی نس کے پیش کر دیں۔ سفر میں آرام ہوگا۔ مگر مولوی صاحب نے شکریہ کے ساتھ معذرت کی۔ مختصر سی گفتگو ہوئی حضرت صاحب کا نام اور کچھ حالات اور ہندوستان کی سیاسی حالت اور مسٹر گاندھی کے حالات پوچھے۔ پھر کہا حیفا بہت خوبصورت جگہ ہے۔ ایک دو دن ٹھہر کر دیکھنا چاہیئے۔ اور بیروت ضرور جانا چاہیئے۔ یہاں سے موٹر جاتی ہے۔ مولوی صاحب اس سے ملکر واپس آ گئے

حیفا سے روانگی

شہر دیکھنے اور مختلف حالات معلوم کرنے کے بعد حیفا سے ۱۰½ بجے صبح روانہ ہوئے۔ اور شام کے ۸½ بجے دمشق پہنچے حیفا سے چلکر راستہ میں جلیل کی پہاڑیاں پڑتی ہیں۔ جو حضرت مسیح ناصری کو خاص طور پر یاد دلاتی ہیں۔ ناصرہ بھی راستہ میں آتا ہے۔ اور ناصرہ کے قریب سے ریل گذرتی ہے۔ میدانوں میں عرب قبائل کے پرانی اور قدیم طرز کے سیاہ بالوں کے خیمے دیکھنے میں آئے۔ اور پرانے زمانہ کی یاد آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ قبائل بالکل کھلے میدانوں میں خیمہ زن تھے۔ عورتیں اور بچے خیموں میں نہایت خوش اور بے فکری سے ادہر ادہر چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ بعض بچے گاڑی کو دوڑتے دیکھ کر گاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑنے کی مشق کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض بڑے آدمی بھی اسی طرح کرتے دیکھے گئے۔ اونٹ سرخ۔ اونٹ سفید۔ بھیڑ دنبے اور بکریاں کثرت سے میدانوں میں چرتی نظر آتی ہیں ان کے ساتھ راعی عموماً ایک گدھے پر سوار نظر آتا ہے جس کے ساتھ ایک کتا بھی ہوتا۔ نہایت سرسبز حصے میدانوں میں خریف اور ربیع دونوں فصلیں برابر کھڑے نظر آتے تھے۔ اور اکثر جگہ کاٹے جا چکے تھے بعض جگہ غلہ نکل چکا تھا۔ اور اکثر جگہ ابھی غلہ نہ نکلا تھا۔ اور ساتھ ہی مکی جوار۔ تل کے کھیت موجود تھے۔ ان سرسبز میدانوں کو عبور کرتے ہوئے اور انجیر انگور اور سیب سٹیشنوں پر سے ارزاں تر خریدتے ہوئے مسافر پہاڑیوں کے پیچدار راستوں سے ہوتے ہوئے صحابہ کی محنتوں اور جانفشانیوں کے حالات کو یاد کرتے ہوئے اور درود پڑھتے ہوئے نکلتے گئے۔ آخر گاڑی پہاڑیوں کی چوٹیوں سے اوپر کے میدان میں جا پہونچی۔ جہاں کھلا اور صاف میدان تھا پہلا بڑا سٹیشن جو میدان میں آیا۔ اس کا نام درعا تھا۔ جہاں فرنچ گورنمنٹ کی چھاؤنی ہے۔ اور غلہ کی بڑی بھاری منڈی ہے۔ کھلے میدانوں اور دیہات کے مناظر کو دیکھتے اور جوار کے طول طویل کھیتوں کی سیر کرتے ہوئے دمشق کی طرف ہم لوگ بڑھتے چلے گئے۔ شام ہو گئی اور پھر پہاڑیوں کا سلسلہ جاری ہو گیا جنہیں سے نکلکر پھر گاڑی دمشق کی پہاڑیوں میں پہونچی۔ اور سرسبز باغات اور چشمہ جات اور آبشاروں سے گذرتی ہوئی آخر ۸½ بجے رات کے دمشق کے سٹیشن پر خلیفہ وقت اور اس کے خدام کو لے گئی ؛

حضرت خلیفۃ المسیح و المہدی دمشق میں

دمشق کے سٹیشن پر پہنچتے ہی لوگوں کا گھمسان ہو گیا حجاج چونکہ ان دنوں حج سے واپس آ رہے ہیں۔ اس لئے ان کے استقبال کے لئے ان کے عزیز اور رشتہ دار سٹیشن پر موجود تھے۔ بعض حاجی حج کے بعد مقامات مقدسہ کی زیارت کو بھی آتے ہیں۔ ان کے لینے اور اپنے ہاں ٹھیرانے کی غرض سے دلیل لوگ حاجی حاجی کرتے پھرتے اور اپنے مکانات پر لیجانے کی کوشش کرتے تھے۔ حاجیوں کے رشتہ دار آتے اور حاجیوں سے ملکر ایک دوسرے کے بوسے لیتے تھے۔ یہ طریق ہمیں تو بہت ہی مکروہ نظر آتا تھا مگر اس علاقہ کا رواج ہی ایسا ہے۔

ہم لوگ جب سامان اتار رہے تھے۔ تو ایک صاحب ضلع لدھیانہ کے رہنے والے حاجی عبد اللہ کے نام سے مشہور جو اس علاقہ میں بیس سال سے رہتے ہیں۔ اور حجاج اور زائرین کی خدمت کرتے ہیں۔ انکو ہمارا پتہ کسی نے القدس سے لکھ دیا تھا۔ وہ ہمارے پاس پہنچے۔ اور ہمیں بھی ساتھ لیجانے کی کوشش کرنے لگے۔ ان سے ہوٹل وغیرہ کے کرایہ کا فیصلہ کرنا چاہا۔ مگر معلوم ہوا کہ وہ صرف کمیشن ایجنٹ ہیں۔ یا حجاج سے کچھ بطور بخشش ان کو مل جاتا ہے۔ ملازم ہوٹل نہیں ہیں۔ خیر ان کی مدد سے سامان اسٹیشن سے باہر نکالا گیا اور کسٹم پر لایا گیا۔ ایک فرانسیسی افسر کھڑا تھا۔ اس سے بات چیت کی گئی۔ اور سامان دیکھے بغیر ہی اس نے اجازت دیدی۔ سامان گاڑیوں میں لاد دیا گیا ؛

داخلۂ دمشق

حضور نے سب خدام کو سٹیشن کے چبوترہ پر جمع کر کے داخلہ شہر کی دعا کی۔ اور پھر گھوڑے گاڑیوں کے ذریعہ شہر کے ایک ہوٹل خدیویہ نامی میں تشریف لائے۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ گنجایش نہیں ہے۔ آخر حضور وکٹوریہ ہوٹل میں تشریف لے گئے۔ مع ذوالفقار علی خان صاحب اور حضرت میاں شریف احمد صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور باقی خدام خدیویہ کے ایک کمرہ میں فرش پر ہی لیٹ گئے۔ جس کے لئے ہمیں فی کس نصف مجیدی یعنی ۱۲ آنے کے قریب ادا کرنا پڑا ؛

جائے رہایش کی تلاش اور اس کے لئے مشکلات

۵ راگست کی صبح کو حضور وکٹوریا ہوٹل سے تشریف لائے اور خدام کو جمع کر کے کسی اور ہوٹل کی تلاش کا حکم دیا۔ مگر باوجود بڑی جد و جہد کے کوئی اچھی جگہ نہ ملی۔ سنٹرال ہوٹل میں صرف ایک کمرہ تین بیڈ کا ملا۔ دوسرے دوستوں کے لئے باوجود کوشش کے کوئی موزون جگہ نہ ملی۔ آخر اسی بازار میں خدیویہ اور سنٹرال ہوٹل کے متصل ایک ہوٹل دار السرور میں ۹ جگہیں مل گئیں۔

علماء اور روساء سے ملاقات

حضور نے شیخ عبد الرحمن صاحب جودہری فتح محمد صاحب اور حافظ صاحب کو یہاں کے علماء اور روساء سے ملنے کا حکم دیا۔ جو عصر کی نماز کے بعد گئے۔ شیخ مولوی بدر الدین مشہور اور پرانے عالم بھی ملے۔ اور اور بہت سے علماء کے ایڈریس بھی لائے۔

دمشق شہر میں مشرقی جانب سے داخلہ

حضرت صاحب مع خدام اندرون شہر موٹروں پر تشریف لے گئے۔ اور چلنے سے پہلے فرمایا۔ کہ شہر کے مشرقی جانب سے شہر میں داخل ہوں بازاروں، گلیوں اور کوچوں، کچے اور پتھریلے راستوں سے ہوتے ہوئے شہر کے مشرقی جانب شہر سے باہر نکل گئے اور پھر شہر میں داخل ہوئے۔ محلۃ الیہود کو عبور کیا۔ پھر محلۃ النصاریٰ آیا۔ اس کو بھی عبور کیا۔ اور پھر حضور شہر کے گرد گھوم کر مکان پر پہنچے ؛

۶ راگست کو اہل دمشق کے نام ایک پیغام

بعض اور مقامات

۴ - اگست کو ۱۱ بجے کے قریب حضور پھر بعض مقامات کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی قبر پر حضور نے دعا کی۔ جرمن ہسپتال دیکھا۔ جو نہایت ہی شاندار عمارت ہے۔ اور قلعہ کی طرز پر محفوظ بنائی گئی ہے۔ قیصر جرمن جب القدس کی زیارت کو آیا تھا۔ تو سلطان عبدالحمید نے اس کو وہ زمین عطا کی تھی۔ جہاں اب جرمن ہسپتال بنایا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں حضرت مریم نے وفات پائی تھی۔ القدس میں حضور نے اس قدر مقامات دیکھے۔ اور حضرت عیسیٰ کی تمام نقل و حرکت کی جگہیں حضور کو دکھائی گئیں۔ جو ابتدا سے انتہا تک تاریخی ناول بنایا گیا ہے۔ اور بات کو سجانے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض جگہ حضرت صاحب نے دکھانے والے گائیڈ کی تاریخی غلطی ظاہر کی۔ اور جرح قدح اور تنقید فرمائی۔ جس پر گائیڈ حیران ہو جاتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ خیر ہمیں ایسا ہی بتایا گیا ہے۔ یا ایسا ہی مشہور ہے۔ میں آپ کی تنقید کا جواب نہیں دے سکتا۔ نصرانیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی ہر ہر حرکت و سکون کے مقامات بنائے ہوئے ہیں۔ بائیبل میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ کچھ ان لوگوں نے زمین پر مکانات کی صورت میں دکھانے کی کوشش کی ہے۔ جس مقام پر حضرت مسیحؑ کے مقدمہ کا فیصلہ رومی گورنر نے سنایا تھا۔ وہاں ان دنوں ایک مدرسہ ہے۔ جس کا متولی ایک مسلمان ہے۔ وہاں حضور دیر تک بیٹھے رہے۔ اور متولی سے باتیں کرتے رہے۔ متولی نے نہایت ہی احترام سے حضور کو بٹھایا۔ اور تلسی و ریحان کے سبز پتے باغیچہ سے توڑ کر سب کی نذر کئے۔ حضرت صاحب نے تلسی کے متعلق اسے ہندوؤں کے خیالات سنائے۔ اور گہری شام تک وہیں تشریف رکھی۔ القدس کی تمام زیارت گاہوں پر قریباً مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ ایک بڑا گرجا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی تھی۔ وہاں چودہ مقامات حضرت مسیح کے گرنے پڑنے اور تھک تھک کر ٹھہرنے کے بنائے ہوئے ہیں۔ جہاں وہ قبر دکھائی گئی ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰ تین دن تک رہے۔ اس پر عیسائیوں کا قبضہ دکھائی دیتا ہے۔ مگر وہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کی دور اندیشی اور معدلت گستری کی وجہ سے رہا۔ ورنہ وہاں بھی نہ رہتا۔ حضرت عمرؓ نے اسقف کے چابیاں پیش کرنے اور درخواست کرنے پر کہ نماز اس میں ادا کریں۔ وہاں نماز ادا نہ کی۔ اور دوسری جگہ نماز پڑھی اور فرمایا بھی دیا۔ کہ اگر میں اس گرجا میں نماز پڑھ لوں گا۔ تو پھر یہ گرجا نہ رہ سکے گا۔

القدس کی مسجد اقصیٰ میں نماز اور دعا

القدس کی مسجد اقصیٰ میں حضور نے دو رکعت نماز پڑھی۔ تمام احباب کے واسطے دعائیں کیں۔ حضور نے اکثر حصہ فہرست کا نام بنام پڑھا۔ اور دو رکعت بھی نماز پڑھ کر دعائیں کیں۔

حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے کی حقیقت

حضرت صاحب نے وہ مقام بھی دیکھا۔ جہاں سے حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر چڑھنا بتایا جاتا ہے۔ اس کے متصل ہی ایک قبر کسی سید صاحب کی ہے۔ رہنما نے بتایا۔ کہ حضرت امام حسین رضؓ کی نسل کے ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی قبر ہے۔ اس قبر کے باہر لکھا تھا۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ حضور نے گائیڈ سے کہا۔ یہ کیا لکھا ہے۔ اور مسکرائے اس پر گائیڈ بھی سمجھ گیا۔ اور ہنس پڑا۔ اس جگہ جہاں سے حضرت عیسیٰ کا آسمان پر اٹھایا جانا آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مشیت اور تصرف نے یہ الفاظ لکھوا دیئے ہیں۔ جو حضرت عیسےٰ کے آسمان پر جانے کی حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ مقام القدس میں سب سے دور تھا۔ موٹروں پر ہم لوگ گئے۔ مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کے کئی نسخے رکھے ہوئے ہیں۔ ایک نسخہ سورہ یٰسین کا ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ کی طرز تحریر کی نقل ہے۔ حضرت عثمان رضؓ کے نمونہ کے قرآن شریف پر اعراب اور نقاط بالکل نہ تھے۔ سورہ یٰسین کے ایک صفحہ کی نقل حضرت صاحب کے ارشاد پر حضرت میاں شریف احمد صاحب نے مطابق اصل لے لی۔ تاکہ ڈاکٹر منگانہ کے قرآن شریف پر اعتراضات کا جواب دیا جاسکے۔

ہوٹل کا خرچ

ہوٹل والے نے صرف تین وقت کا سالن پکانے کا کرایہ جو کہ ہمارے آدمی نے پکایا۔ اس کے چولہے اور ایندھن تھا۔ ایک پونڈ وصول کیا۔

ہم لوگ پونے پانچ بجے کے قریب القدس سٹیشن پر پہنچے۔

(نوٹ) جس خط سے یہ اقتباس لئے گئے ہیں۔ وہ ۴ر اگست کو بیت المقدس سے چلا ہوا ہے۔ اس خط اور بھائی جی کے دیگر ان خطوط کے متعلق جن کے اقتباس اخبار میں شائع ہوں۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ اخبار کے لئے نہیں لکھے گئے۔ میں بطور خود ان سے ضروری اقتباس لے لیتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

بیت المقدس سے روانگی

۴ر اگست ۵ بجے شام القدس سٹیشن سے سوار ہو کر شام کے وقت ہم لوگ واپس لد کے سٹیشن پر پہنچے۔ جہاں حیفا کے لئے گاڑی بدلنی پڑی۔ لد سے دوسری گاڑی لے کر رات کے ۱۲ بجے حیفا کے سٹیشن پر پہنچے۔

حیفا کی بستی

حیفا سمندر کے کنارے پر بہت ہی خوبصورت اور صاف ستھری بستی ہے۔ ریل کی لائین سمندر کے بالکل کنارے کنارے گذرتی ہے۔ سمندر کی موجیں ریل کی سڑک سے ٹکرا ٹکرا کر واپس جاتی ہیں۔ رات کا وقت سمندر میں کشتیوں اور جہازوں میں بجلی اور لیمپوں کی روشنی شہر کے مکانات کا چراغاں کا سماں نہایت ہی دلکش نظارہ اور خوش منظر تھا۔

حیفا کے سٹیشن پر شب باشی

گاڑی حیفا کے سٹیشن پر پہنچی۔ ہوٹلوں کے ایجنٹ اور دلال پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ اور اترنے والے مسافروں کو حاجی یا حاجی کہکر ادھر ادھر گھسیٹتے تھے۔ کک کے ایجنٹ بھی موجود تھے۔ حضور نے انہی کے سپرد اپنا کام کر دیا۔ سامان گاڑی سے ہم لوگوں نے خود ہی اتارا۔ اور سٹیشن کے مسافر خانہ میں لے گئے۔ حضرت صاحب کا سامان حضرت کے ساتھ ہی گرانڈ ہوٹل نصار میں لیجایا گیا۔ جو سمندر کے کنارے بہت خوبصورت مقام پر واقع ہے۔ حضرت صاحب کے ہمراہ اس ہوٹل میں حضرت میاں شریف احمد صاحب۔ ذوالفقار علی خان صاحب۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ چوہدری محمد شریف صاحب بھی تشریف لے گئے۔ باقی کے متعلق حضرت صاحب نے حکم دیا کہ کسی قریب کے ہوٹل میں ٹھہر جائیں۔ کیونکہ وہ ہوٹل شہر سے بہت دور تھا۔ اور سامان کا لے جانا اور پھر صبح کو واپس لانا مشکل تھا۔ لہذا ہم میں سے حافظ روشن علی صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب تینوں بزرگ ایک قریب کے ہوٹل میں ٹھہرے۔ جو سٹیشن سے ایک منٹ کی راہ پر واقع تھا۔ اور جس کا نام داؤد ہوٹل تھا۔ باقی شیخ عبدالرحمن صاحب مصری۔ مولوی رحیم بخش صاحب۔ چوہدری علی محمد صاحب۔ رحم دین۔ اور قادیانی ہم لوگ سٹیشن کے مسافر خانہ میں ٹھہرے۔ سامان چونکہ سب ہمارے پاس تھا۔ لہذا رحم دین اور قادیانی باری باری رات کو پہرہ دیتے رہے۔ باقی دوست جہاں آرام کی جگہ دیکھی ادھر ادھر کے بنچوں پر لیٹ گئے۔ موسم گرم تھا۔ رات کو پسینہ آتا تھا۔ مچھر بھی ستاتے تھے۔ پولیس ہوشیار اور فرض شناس معلوم ہوتی ہے۔ رات کو تمام شہر میں وسلوں کی آوازیں بہت ہی معلوم ہوتی تھیں۔ جو پولیس کے پہرہ دار ایک دوسرے کو خبردار کرنے کی غرض سے بجاتے تھے۔

۴ ستمبر ۱۹۲۴ صفحہ نمبر ۵

حیفا ایک چھوٹی سی پہاڑیوں کے سلسلہ کے ساتھ آباد ہے۔ اور بہت خوش وضع اور صاف مقام ہے۔ لوگ اکثر اس کے نظاروں کی وجہ سے سیر و سیاحت اور بعض کیا اکثر عیاشی کی غرض سے یہاں آتے ہیں۔ رات چونکہ حضرت صاحب کو دو ایک دست آ گئے تھے۔ طبیعت بے آرام تھی۔ رات بے آرامی میں گذری۔ صبح کو حضرت صاحب شہر دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت کی گاڑی کا ڈرائیور (گھوڑا گاڑی عربی گھوڑوں کی فٹن یا لینڈو) پڑھا لکھا۔ بلکہ مولوی آدمی تھا۔ حضرت صاحب نے اسکو تبلیغ کی۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے ملاقات تھوڑی دور جاکر حیفا کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی کوٹھی آئی۔ حضرت صاحب نے مولوی رحیم بخش صاحب کو اس سے ملاقات کرنے کے لئے بھیجا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اچھا خلیق آدمی تھا۔ محبت اور اخلاص سے پیش آیا۔ اور حضرت صاحب کا نام لے کر کہا کہ سفر لمبا ہے۔ راستہ میں شاید کوئی سامان نہ ملے۔ لہذا میں کچھ فروٹ منگاتا ہوں۔ آپ میری طرف سے ہز ہولی نس کے پیش کر دیں۔ سفر میں آرام ہوگا۔ مگر مولوی صاحب نے شکریہ کے ساتھ معذرت کی۔ مختصر سی گفتگو ہوئی حضرت صاحب کا نام اور کچھ حالات اور ہندوستان کی سیاسی حالت اور مسٹر گاندھی کے حالات پوچھے۔ پھر کہا کہ حیفا بہت خوبصورت جگہ ہے۔ ایک دو دن ٹھہر کر دیکھنا چاہیئے۔ اور بیروت ضرور جانا چاہیئے۔ یہاں سے موٹر جاتی ہے۔ مولوی صاحب اس سے ملکر واپس آ گئے

حیفا سے روانگی شہر دیکھنے اور مختلف حالات معلوم کرنے کے بعد حیفا سے ۱۰½ بجے صبح روانہ ہوئے۔ اور شام کے ۸½ بجے [illegible] پہنچے۔ حیفا سے چلکر راستہ میں جلیل کی پہاڑیاں [illegible] جو حضرت مسیح ناصری کو خاص طور پر یاد دلاتی ہیں [illegible] ناصرہ بھی راستہ میں آتا ہے۔ اور ناصرہ کے قریب سے ریل گذرتی ہے۔ میدانوں میں عرب قبائل کے پرانی اور قدیم طرز کے سیاہ بالوں کے خیمے دیکھنے میں آئے۔ اور پرانے زمانہ کی یاد آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ قبائل بالکل کھلے میدانوں میں خیمہ زن تھے۔ عورتیں اور بچے خیموں میں نہایت خوش اور بے فکری سے ادہر اُدہر چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ بعض بچے گاڑی کو دوڑتے دیکھ کر گاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑنے کی مشق کرتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض بڑے آدمی بھی اسی طرح کرتے دیکھے گئے۔ اونٹ سرخ۔ اونٹ سفید۔ بھیڑ دنبے اور بکریاں کثرت سے میدانوں میں چرتی نظر آتی ہیں ان کے ساتھ راعی عموماً ایک گدہے پر سوار نظر آتا جس کے ساتھ ایک کتا بھی ہوتا۔ نہایت سرسبز کھلے میدانوں میں خریف اور ربیع دونوں فصل برابر کھڑے نظر آتے تھے۔ اور اکثر جگہ کاٹے جا چکے تھے۔ بعض جگہ غلہ نکل چکا تھا۔ اور اکثر جگہ ابھی غلہ نہ نکلا تھا۔ اور ساتھ ہی مکی جوار۔ تل کے کھیت موجود تھے۔ ان سرسبز میدانوں کو عبور کرتے ہوئے اور انجیر انگور اور سیب سٹیشنوں پر سے ارزاں تر خریدتے ہوئے مسافر پہاڑیوں کے پیچدار راستوں سے ہوتے ہوئے صحابہ کی محنتوں اور جانفشانیوں کے حالات کو یاد کرتے ہوئے اور درود پڑھتے ہوئے نکلتے گئے۔ آخر گاڑی پہاڑیوں کی چوٹیوں سے اوپر کے میدان میں جا پہونچی۔ جہاں کھلا اور صاف میدان تھا پہلا بڑا سٹیشن جو میدان میں آیا۔ اس کا نام درعا تھا۔ جہاں فرنچ گورنمنٹ کی چھاؤنی ہے۔ اور غلہ کی بڑی بھاری منڈی ہے۔ کھلے میدانوں اور دیہات کے مناظر کو دیکھتے اور جوار کے طول طویل کھیتوں کی سیر کرتے ہوئے دمشق کی طرف ہم لوگ بڑھتے چلے گئے۔ شام ہوگئی اور پھر پہاڑیوں کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ جنہیں سے نکلکر پھر گاڑی دمشق کی پہاڑیوں میں پہونچی۔ اور سرسبز باغات اور چشمہ جات اور آبشاروں سے گذرتی ہوئی آخر ۸½ بجے رات کے دمشق کے سٹیشن پر خلیفہ وقت اور اس کے خدام کو لے گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی دمشق میں

دمشق کے سٹیشن پر پہنچتے ہی لوگوں کا گھمسان ہوگیا حجاج چونکہ ان دنوں حج سے واپس آ رہے ہیں۔ اس لئے ان کے استقبال کے لئے ان کے عزیز اور رشتہ دار سٹیشن پر موجود تھے۔ بعض حاجی حج کے بعد مقامات مقدسہ کی زیارت کو بھی آتے ہیں۔ ان کے لینے اور اپنے ہاں ٹھہرانے کی غرض سے دلیل لوگ حاجی حاجی کرتے پھرتے اور اپنے مکانات پر لیجانے کی کوشش کرتے تھے۔ حاجیوں کے رشتہ دار آتے اور حاجیوں سے ملکر ایک دوسرے کے بوسے لیتے تھے۔ یہ طریق ہمیں تو عیب ہی سا کرده نظر آتا تھا۔ مگر اس علاقہ کا رواج ہی ایسا ہے۔

ہم لوگ جب سامان اتار رہے تھے۔ تو ایک صاحب ضلع لدھیانہ کے رہنے والے حاجی عبد اللہ کے نام سے مشہور جو اس علاقہ میں بیس سال سے رہتے ہیں۔ اور حجاج اور زائرین کی خدمت کرتے ہیں۔ انکو ہمارا پتہ کسی نے القدس سے لکھ دیا تھا۔ وہ ہمارے پاس پہنچے۔ اور ہمیں اپنے ساتھ لیجانے کی کوشش کرنے لگے۔ ان سے ہوٹل وغیرہ کے کرایہ کا فیصلہ کرنا چاہا۔ مگر معلوم ہوا کہ وہ صرف کمیشن ایجنٹ ہیں۔ یا حجاج سے کچھ بطور بخشش ان کو مل جاتا ہے۔ ملازم ہوٹل نہیں ہیں۔ خیر ان کی مدد سے سامان اسٹیشن سے باہر نکالا گیا اور کسٹم پر لایا گیا۔ ایک فرانسیسی افسر کھڑا تھا۔ اس سے بات چیت کی گئی۔ اور سامان دیکھے بغیر ہی اس نے اجازت دیدی۔ سامان گاڑیوں میں لادا گیا۔

داخلۂ دمشق حضور نے سب خدام کو سٹیشن کے چبوترہ پر جمع کر کے داخلۂ شہر کی دعا کی۔ اور پھر گھوڑے گاڑیوں کے ذریعہ شہر کے ایک ہوٹل خدیویہ نامی میں تشریف لائے۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ گنجائش نہیں ہے۔ آخر حضور وکٹوریہ ہوٹل میں تشریف لے گئے۔ مع ذوالفقار علی خان صاحب اور حضرت میاں شریف احمد صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور باقی خدام خدیویہ کے ایک کمرہ میں فرش پر ہی لیٹ گئے۔ جس کے لئے ہیں فی کس نصف مجیدی یعنی ۱۲ آنے قریب ادا کرنا پڑا۔

جائے رہائش کی تلاش اور اس کے لئے مشکلات ۵ر اگست کی صبح کو حضور وکٹوریا ہوٹل سے تشریف لائے اور خدام کو جمع کر کے کسی اور ہوٹل کی تلاش کا حکم دیا۔ مگر باوجود بڑی جد و جہد کے کوئی اچھی جگہ نہ ملی۔ سنٹرال ہوٹل میں صرف ایک کمرہ تین بیڈ کا ملا۔ دوسرے دوستوں کے لئے باوجود کوشش کے کوئی موزوں جگہ نہ ملی۔ آخر اسی بازار میں خدیویہ اور سنٹرال ہوٹل کے متصل ایک ہوٹل دار السرور میں ۹ جگہیں مل گئیں۔

علماء اور روساء سے ملاقات حضور نے شیخ عبد الرحمن صاحب جو دہری فتح محمد صاحب اور حافظ صاحب کو یہاں کے علماء اور روساء سے ملنے کا حکم دیا۔ جو عصر کی نماز کے بعد گئے۔ شیخ مولوی بدر الدین مشہور اور پرانے عالم بھی ملے۔ اور اور بہت سے علماء کے ایڈریس بھی لائے۔

دمشق شہر میں مشرقی جانب سے داخلہ حضرت صاحب مع خدام اندرون شہر موٹروں پر تشریف لے گئے۔ اور چلنے سے پہلے فرمایا۔ کہ شہر کے مشرقی جانب سے شہر میں داخل ہوں بازاروں۔ گلیوں اور کوچوں رکھے اور پتھریلے راستوں سے ہوتے ہوئے شہر کے مشرقی جانب شہر سے باہر نکل گئے اور پھر شہر میں داخل ہوئے۔ محلۃ الیہود کو عبور کیا۔ پھر محلۃ النصاریٰ آیا۔ اس کو بھی عبور کیا۔ اور پھر حضور شہر کے گرد گھوم کر مکان پر پہنچے۔

۶ر اگست کو اہل دمشق کے نام ایک پیغام

حضور نے لکھنا شروع کیا۔ جو حضور کی تحریر کے مطابق فلسکیپ کاغذ کے ۱۶ کالموں پر حضور نے ختم فرمایا۔ فارم بیعت بھی ساتھ لگایا۔ اس دن حضور نے دوپہر کا کھانا ½۲ بجے مضمون ختم کر کے کھایا۔ کھانا کھا چکے تھے۔ کہ اطلاع آئی۔

شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی کی اولاد کے ایک صاحب اور دیگر معززین سے گفتگو

شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رضہ کی اولاد کے ایک بزرگ حضور کی ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ ہی دمشق کے افسر خزانہ اور دو ایک اور سرکاری عہدہ دار بھی آئے۔ حضور نے ملاقات سنٹرال ہوٹل کے بالائی منزل کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر کی۔ ان لوگوں نے بہت شریفانہ طریق سے سوالات کئے۔ اور جواب پا کر ادب اور احترام سے سنتے رہے۔ سلسلہ گفتگو قریب نصف گھنٹہ جاری رہا۔ ایک صاحب بعد میں آئے۔ ان کو علم نہ تھا۔ کہ پہلے کوئی گفتگو ہو کر معاملہ کس حد تک پہنچ چکا ہے۔ انہوں نے تیزی اور سختی سے بعض سوالات کئے۔ حضور نے جواب دیئے ؛

نبی کی ضرورت

انہوں نے کہا نبی اور رسول کی آمد کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ کیا کوئی فساد ہمارے کپڑوں اور لباس میں نظر آتا ہے۔ یا ہمارے کاروبار سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ مسلمانوں کے دل بگڑ گئے ہیں۔ عقائد بگڑ گئے ہیں۔ اعمال بگڑ گئے ہیں۔ شعائر اللہ کی عزت و احترام جاتی رہی ہے۔ نماز کی پابندی نہیں رہی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں۔ اس لئے نبی کی ضرورت ہے۔

اس پر اس شخص نے کہا۔ کہ صرف دمشق کے ایک شہر سے ہم لوگ اتنی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ کہ ۵، ۷ لاکھ روپیہ سالانہ جمع ہو جاتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ وہ تم اپنی خوشی سے نہیں دیتے۔ وہ چھین کر تم سے لیا جاتا ہے۔ اور اول تو میں یقین ہی نہیں کرتا۔ کہ صرف ایک شہر سے اتنی قدر روپیہ جمع ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو پھر غربت کیسی اور کمزوری کے کیا معنے۔ اور وہ روپیہ ہے کہاں۔

دراصل اس شخص نے مبالغہ کیا تھا۔ اور محاصل سرکاری کے روپیہ کو بڑھا کر بیان کیا تھا۔ زکوٰۃ سے مراد محاصل اور ٹیکس سرکاری تھے۔ اسی بات کو سمجھ کر حضور نے جواب دیا تھا کہ وہ تو یسلب منکم مگر دوسرے ساتھیوں نے اور ان سید صاحب نے اسکو سمجھایا۔ اور کہا۔ کہ بات جو آپ فرماتے ہیں۔ بالکل درست ہے۔ اور ان میں سے افسر خزانہ نے جس کا عہدہ غالباً کلکٹر کے برابر تھا۔ کہا کہ جب یہ لوگ اپنا مال اور جان اسلام کی خدمت کے لئے قربان کرتے ہیں۔ وطنوں سے بیوطن ہوتے ہیں۔ مصائب اور مشکلات جھیلتے ہیں۔ تو ہمیں بہر حال ان کا ساتھ دینا چاہیئے۔ اور ان سے مل کر کام کرنا چاہیئے حالات خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ ہمیں اس جماعت کے ساتھ مل جانا چاہیئے۔ ان باتوں پر آخر وہ شخص بھی نرم ہو گیا۔ اور ادب سے باتیں کرنے لگا۔ اور پانچوں نے اس بات پر اتفاق کیا ؛

مبشرین کا مطالبہ

سلسلہ گفتگو میں انہوں نے پوچھا۔ کہ آپ نے ہمارے علاقوں میں کیوں مبشر نہیں بھیجے۔ اور کیوں جرائد اور مجلد جاری نہیں کئے۔ حضور نے فرمایا۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ جلد ہی یہاں بھی مبشر بھیج دوں۔ اور مبشرین کے آنے پر انشاء اللہ جرائد اور مجلد (اخبار اور ماہوار رسالے) بھی جاری کر دیئے جائینگے۔ اور ہمیں اللہ کے فضل سے یقین اور امید قوی ہے۔ کہ جلد تر ان علاقہ جات میں جماعتیں ہمارے ساتھ مل جائینگی۔ کیونکہ حق ہمارے ساتھ ہے۔ اور ہم حق کو لیکر دنیا میں نکلے ہیں۔ اس پر ان لوگوں نے عرض کیا۔ کہ آپ جلدی یہاں مبشر بھیجیں ہم لوگوں میں سے ایک بڑی جماعت ہے۔ جو آپ کی جماعت میں شامل ہونیکے لئے تیار اور آمادہ ہے۔ یہ بات ایسی سنجیدگی اور متانت سے ان لوگوں نے کہی۔ کہ جس سے اخلاص ظاہر ہوتا تھا۔ سلسلہ کلام اسی جگہ تک پہنچا تھا۔ کہ مولوی عبدالقادر صاحب آ گئے۔ ان کے آتے ہی پہلی پارٹی اٹھکر چلی گئی۔ صرف سید عبدالقادر صاحب جیلانی کی اولاد کے صاحب بیٹھے رہے۔ جو معلوم ہوتا ہے کہ صاحب رسوخ آدمی ہیں کیونکہ جو بھی آتا۔ ان کو ادب اور احترام سے سلام کرتا تھا۔ یہ صاحب اول سے آخر تک ہمارے خیالات کی بہت ہی تائید کرتے رہے

ایک مولوی صاحب سے گفتگو

مولوی عبدالقادر صاحب کی باتوں کا طرز جوشیلہ اور گفتگو بحث کا رنگ رکھتی تھی۔ بہت سے سوالات کے جوابات پا کر انہوں نے کہا۔ کہ ہم لوگ عرب ہیں۔ اہل زبان ہیں۔ قرآن کو خوب سمجھتے ہیں۔ ہم سے بڑھکر کون قرآن کو سمجھے گا۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ تم شامی لوگ لغت قرآن کو بالکل نہیں جانتے۔ تمہاری زبان قرآن کریم کی زبان نہیں تم لوگ بھی اسی طرح لغت کے محتاج ہو۔ جس طرح ہم ہیں۔ قرآن خدا نے ہمیں سکھایا اور سمجھایا ہے۔ باوجودیکہ ہم لوگ اردو میں گفتگو کا محاورہ رکھتے ہیں۔ اور عربی بولنے کا ہمیں موقع نہیں ملتا۔ تاہم تم سے زیادہ فصیح زبان بول سکتے ہیں۔ حضور نے اس قدر رجو شیلہ عربی میں فصیح گفتگو فرمائی۔ کہ وہ سید صاحب بھی مولوی عبدالقادر صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ واقعہ میں ان کی زبان ہم لوگوں سے زیادہ فصیح ہے (مولوی عبدالقادر کی زبان بھی بہت اچھی اور قریباً فصیح تھی) اس پر مولوی عبدالقادر صاحب نے کچھ نرمی اختیار کی۔ اور پھر ادب سے گفتگو کرنے لگے۔ حضرت صاحب نے ان کو بتایا۔ کہ ہم لوگ تو قادیان میں اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی عربی زبان سکھاتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں۔ کہ عربی زبان ہماری دوسری زبان ہو جائے ؛

نبوت مسیح موعود پر گفتگو

مولوی عبدالقادر صاحب سے نبوت حضرت مسیح موعودؑ پر بھی گفتگو ہوئی۔ حضور نے جب قرآن کی بعض آیات پیش کیں۔ تو کہ اٹھے۔ کہ بھلا قرآن ہاتھ میں لے کر بات کر دینے سے بھی کوئی مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ کوئی تفسیر ہو (غالباً معالم التنزیل کا نام لیا تھا) تب قرآن کا مفہوم معلوم ہو سکتا ہے۔ جب انہوں نے تفاسیر کا نام لیا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ تم لوگ اسی علم پر گھمنڈ کرتے۔ اتنے بڑے دعوے کرتے ہو۔ کہ تم اہل عرب اور اہل زبان ہو۔ تفاسیر کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ یہ کیا ہم قرآن کے سمجھنے کے لئے تفاسیر کے محتاج ہیں۔ یہ ان کو اپنی فصاحت بھی بھول گئی۔ اور بہت گھبرائے۔ لوگوں کو مخاطب کر کے بولے شف یہ کیا کہتے ہیں۔ تین مرتبہ پگڑی اتاری۔ اور پنکھا ہلانے کی کوشش کی۔ میں نے تو یہ کا پنکھا بنا کر ہوا دی۔

تبلیغ احمدیت چھوڑی نہیں جا سکتی

آخر انہوں نے نرمی کے لہجہ میں یہ کہنا شروع کیا کہ آپ ان دعووں کو عرب مصر اور شام میں نہ پھیلائیں۔ ان سے اختلاف بڑھتا ہے۔ اور اختلاف اس وقت ہمارے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ وہابیوں نے پہلے ہی سخت صدمہ پہونچایا ہے۔ بلاد یورپ امریکہ اور افریقہ کے کفار اور نصاریٰ میں تبلیغ کریں مبشر بھیجیں یہاں ہرگز ان عقائد کا نام نہ لیں۔ انا ارجو کم یا سیدی۔ کبھی بوسہ دے کر کبھی ہاتھوں کو لپٹ کر غرض ہر رنگ میں بار بار کہتے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ہم مانتے ہیں۔ کہ سیدنا احمد اچھے آدمی تھے۔ اسلام کے لئے غیور تھے۔ مگر ہم ان کی نبوت اور رسالت کو تسلیم نہیں کر سکتے آپ صرف لا الہ الا اللہ پر لوگوں کو جمع کریں۔ حضرت صاحب نے ان باتوں کا جواب بلند آواز سے اور جوشیلے لہجہ میں یہ دیا کہ اگر یہ منصوبہ ہمارا ہوتا۔ تو ہم چھوڑ دیتے۔ مگر یہ خدا کا حکم ہے۔ اسمیں ہمارا اور سیدنا احمد رسول اللہ کا کوئی دخل نہیں۔ خدا کا جو حکم ہے۔ وہ ہم پہونچا ئینگے۔ اور ضرور پونہچا ئینگے۔ لن نبرح الارض کا قول ہمارا بھی قول ہے۔ آپ مشکلات اور مصائب سے ہمیں ڈراتے ہیں۔ مخالفت کا خوف دلاتے ہیں۔ ہم حق کی اشاعت میں ہرگز پروا نہیں کرتے۔ خواہ ساری دنیا بھی ہماری مخالفت پر کھڑی ہو جائے۔ ایشیا یورپ۔ امریکہ اور افریقہ سب مخالف ہوں۔ تو بھی ہم حق پہونچائیں گے۔ خواہ قتل بھی کئے جائیں کابل نے آخر ہمارے آدمی قتل کئے۔ مگر ہم نے تبلیغ نہیں چھوڑی۔ اور نہ چھوڑینگے۔ آپ زیادہ جانتے ہیں یا خدا زیادہ جانتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے مفاد اب کس بات میں ہیں۔ خدا نے مسلمانوں کی بہتری اور اصلاح کی غرض سے جو راہ اختیار کی ہے۔ بہر حال وہی درست ہے تم مانو بھلا ہوگا۔ نہ مانو ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا تم نہ مانوگے۔ تو دیکھ لینا تمہاری آنکھوں کے سامنے ہزاروں کی تعداد میں اللہ تعالےٰ ہمیں اس ملک میں جماعت دیگا۔ اور ضرور دیگا۔ تم لوگوں کی مخالفت اور دشمنی حقیقت ہی کیا رکھتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بڑے جوش کی تقریر تھی۔ اس تقریر پر مولوی عبدالقادر صاحب بہت ہی نرم ہو گئے۔ اور کہا آپ کے استقلال اور اولوالعزمی کا میں اعتراف کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ مگر ان خیالات کو نہ ہمارے ملک میں پھیلائیں۔ اور نہ ذکر کریں۔ آخر اٹھ کر چلے گئے۔ وہ ایک کونہ میں دوسرے لوگوں

سے باتیں کرنے لگے۔ باوجود اس قدر بحث اور جھگڑے کے طریق ادب کو انہوں نے نہ چھوڑا۔ اور یا سیدی اور سیدنا حضرت احمد قادیانی کے الفاظ استعمال کرتے رہے۔ ان کا لہجہ سخت تھا۔ مگر باادب۔

دو معززین سے گفتگو

حضور نے پانچ بجے کے قریب نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اور ابھی فارغ ہی ہوئے تھے کہ دو صاحب جن میں سے ایک اخبار کے ایڈیٹر تھے آئے۔ اور مکان کے اندر گفتگو کرنی چاہی۔ باتوں میں مسلمانوں کی غربت اور افلاس کا رونا روتے رہے۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا۔ ابھی ایک صاحب آئے تھے۔ وہ تو کہتے تھے۔ کہ زکوٰۃ کا روپیہ صرف دمشق سے ۷۵ لاکھ سالانہ جمع ہوتا ہے۔ پھر غربت کیسی۔ اس نے کہا یہ غلط ہے۔ اتنا روپیہ مسلمانوں کے پاس کہاں۔

پیدل سیر

اس ملاقات میں مغرب کا وقت ہو گیا۔ حضور نے نمازیں پڑھائیں۔ اور پھر پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک نہر کے کنارے جانب غروب دور تک چلے گئے۔ حتیٰ کہ بیروت ریلوے کا ایک سٹیشن آگیا۔

جامع امویہ

عشاء کو حضرت میاں شریف احمد صاحب اور حافظ صاحب جامع امویہ میں گئے۔ اور درس قرآن دیکھا۔ اذان کا طرز خانہ کعبہ کا سا تھا۔ چار مصلے چار اماموں کے علیحدہ علیحدہ تھے۔ مختلف درس قرآن سنے۔

دمشق کی حالت

دمشق بہت پرانا شہر ہے۔ اس کی وسعت بھی بہت بڑی ہے۔ باغات اور نہروں کی کثرت سے خوبصورت اور صاف بھی ہے۔ اور بعض حصے گندے اور میلے بھی ہیں۔ سڑکیں خصوصیت سے خراب ہیں۔ جن پر گاڑیاں اور موٹریں بہت بری طرح چلتی ہیں۔ ٹرام کا بھی انتظام ہے۔ روشنی بہت کم ہے۔ حکومت فرانس کی ہے۔ حکومت کا سکہ اور ہے۔ جسے سوری کہا جاتا ہے۔ اور رعیت کا سکہ اور ہے۔ جسے ترکی یا مصری کہا جاتا ہے۔ جو فلسطین اور مصر میں بھی چلتا ہے۔ گورنمنٹ ترکی یا مصری سکہ نہیں لیتی۔ اور پبلک گورنمنٹ کا سکہ نہیں لیتی ڈاکخانہ والے اس بارے میں مدد کرتے۔ اور سکہ بدلوا دیتے ہیں۔ یا پھر مجبوراً صرافوں سے سکہ بدلوانا پڑتا ہے۔ اس وجہ سے صرافہ زیادہ فائدہ میں ہے۔

ریلوے گاڑی کا وقت یا کرایہ معلوم کرنا ہو۔ تو پولیس سے معلوم کرنا پڑتا ہے۔ دمشق میں آنے اور جانے والے سب مسافروں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ ریل والوں کو نہ کرایہ معلوم ہے نہ گاڑیوں کی آمد و رفت کا وقت۔ یا اگر معلوم ہے۔ تو بتاتے نہیں۔

پھل کثرت سے ہیں اور ارزاں بھی۔ انگور سیب ناشپاتی عمدہ قسم۔ انجیر وغیرہ پھل کثرت سے ملتے ہیں۔

عورتوں کا احترام

لوگ عورتوں کا احترام کرتے ہیں۔ راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور عورتوں کی طرف کوئی نظر نہیں اٹھاتا۔ یہ طریق بہت پسندیدہ ہے۔ آزادی ہے۔ مگر مصر والی حد سے بڑھی ہوئی آزادی نہیں۔ برقعہ خوشنما عموماً سیاہ ہوتا ہے۔ مگر اس میں مصر کی سی بے پردگی نہیں ہوتی۔ عورتیں پھرتی ہیں۔ اور خرید و فروخت کرتی ہیں مگر مصر کی شہری عورتوں کی طرح بے باک اور اپنی خوبصورتی دکھانے اور تبرج الجاہلیت کی غرض سے نہیں۔ یروشلم اس امر میں اوّل نمبر پر تھا۔ دمشق دوسرے نمبر پر ہے۔

تبلیغ نہیں کی جاتی

اسلام کی تبلیغ عوام تو الگ رہے۔ علماء تک نے چھوڑ رکھی ہے۔ اور اس کا صاف اقرار کرتے ہیں۔ اور اس میں مشکلات بتاتے ہیں۔

ارزانی

دمشق اخراجات کے لحاظ سے ارزاں تر ہے۔ ریشمی کپڑا اور اونی کپڑا اچھا اور ارزاں ملتا ہے۔ خصوصاً برقعہ بنانے کا کپڑا بہت اعلیٰ قسم کا ہے۔ ریشمی بھی اور سوتی بھی۔

سفر کے فوائد

حضرت صاحب نے دوران گفتگو میں فرمایا۔ ہمارے اس سفر سے بہت بڑے فوائد ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ سلسلہ کی عظمت اور اہمیت کا لوگوں کو علم ہو گیا ہے۔ اور اب ہمارے مبلغین اور مبشرین کو یکہ و تنہا نہ سمجھینگے۔ علماء کی حالت اور مسلمانوں کے حالات میں نے بچشم خود دیکھ لئے ہیں۔ اب کام کرنا آسان ہوگا۔ اور مبلغین کو ہدایات دینے میں سہولت ہوگی۔ شام میں ہمارا مقابلہ ہوگا۔ اور سخت ہوگا۔ مگر انشاء اللہ کامیابی بھی بہت بڑی ہوگی۔

ہوٹل

ہوٹل ان دنوں عموماً بھرے ہوئے ہیں۔ کیونکہ حجاج کثرت سے آتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے قافلہ کو ایک ہوٹل میں جگہ نہ مل سکی۔ اور ہم دو مختلف ہوٹلوں میں رہے۔ نماز بعض اوقات یکجا پڑھتے ہیں۔ ہوٹلوں میں غسل خانوں کا رواج کم ہے۔ نہانے کے واسطے الگ حمام ہیں۔ اور اچھے ہیں ہوٹلوں میں بازاری عورتوں کے رکھنے کا گندہ رواج بھی پایا جاتا ہے بڑا اور اچھا ہوٹل وکٹوریہ ہے۔ دوسرے درجہ پر خدیویہ۔ تیسرے درجہ پر سنٹرال۔

فرنچ گورنر اور برٹش قنصل سے ملاقات

۷ راگست کو حضرت صاحب نے فرنچ گورنر اور برٹش قنصل سے ملاقات کی۔ اور ۱۲ بجے ملاقاتوں سے فارغ ہو کر واپس آئے۔

علماء اور معززین سے گفتگو

تھوڑی دیر بعد دو مولوی صاحبان آئے اور حضور سے باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں بعض شرفاء اور امراء بھی آ گئے۔ تھوڑی دیر کی گفتگو کے بعد مولوی صاحبان بہت برانگیختہ ہوئے۔ اور کہنے لگے ہم ایسے دعوے اور ایسے عقائد سننے کے لئے نہیں آئے۔ یہ کہکر اٹھے اور چل دیئے۔ مگر سیڑھیوں سے لوٹ آئے۔ اور بیٹھ گئے۔ پھر سلسلہ کلام ایسا جاری ہوا۔ کہ ۳½ بجے تک جاری رہا۔ بحث ہوئی اور خوب ہوئی۔ اعتراض کئے اور ایسے جواب پائے کہ بالکل ساکت ہو گئے۔ دوسرے لوگوں نے جن میں بڑے بڑے امراء بھی تھے۔ باتوں کو نہایت توجہ اور غور سے سنا۔ ایک عربی شاعر بھی آیا۔ اس نے سیاست اور خلافت کے متعلق سوالات کئے۔ اور جواب پا کر خوش ہو گیا۔ اس نے حضرت مسیح موعود کے بعض الہامات بھی نوٹ کئے۔

غرض ۷ راگست کو خوب ہی تبلیغ ہوئی۔ لوگوں میں شور مچ گیا۔ سمجھدار پڑھے لکھے آدمی امراء اور علماء کی اچھی تعداد ہوٹل میں جمع ہو گئی۔ بعض نے حضرت صاحب سے سوال کیا۔ کہ کیا آپ کو بھی الہام ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں بعض بعض دن۔ مگر میں نبی نہیں ہوں۔ سیدنا حضرت مہدی نبی تھے۔

لٹریچر کیلئے بے تابی

گفتگو کے بعد لوگوں نے لٹریچر مانگا۔ لیکن افسوس کہ ہمارے پاس اس قدر لٹریچر نہ تھا جو سب کو دیا جا سکتا۔ آخر ایک عربی ٹیچنگز آف اسلام ایک عیسائی کو دیدی۔ اس پر مسلمانوں نے جو کہ بڑے بڑے آدمی تھے۔ اصرار سے کتاب مانگنی شروع کر دی۔ حتیٰ کہ منت سماجت کرنے لگے۔ حماۃ کا ایک وجیہ آدمی جس کا پتہ لکھ لیا گیا ہے۔ حضرت صاحب سے اس بات پر جھگڑنے لگا۔ کہ آپ نے ایک نصرانی کو کتاب دیدی ہے۔ اور ہم کو نہیں دی۔ حالانکہ ہمارا حق زیادہ ہے۔ حضور نے فرمایا۔ عیسائی کو ایک اور مسلمانوں کو دو دیتے ہیں اور یہ کتاب ہے بھی نصاریٰ کے واسطے۔ مسلمانوں کے لئے مصر سے لٹریچر بھیجیں گے۔ انشاء اللہ۔ مگر اس نے بہت ہی اصرار کیا۔ اور اسے کتاب دینی پڑی۔ جسے لیکر وہ بہت خوش ہوا۔ اور دوسروں کو دکھانے لگا۔ کہ میں نے بھی لے لی ہے۔

اخلاص کا اظہار

اس کے بعد اس نے کھڑے ہو کر حضرت صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ میں نے آپ کو دین اسلام کا خادم پایا ہے۔ جو غیرت اور حمیت اسلام کے لئے آپ میں ہے میں نے آج تک دنیا میں کسی میں نہیں دیکھی۔ نہ میں نے نہ میرے باپ نے۔ میں آپ کو مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور کام میں برکت دے۔ میں حضرت مہدی پر ایمان لایا۔ اور میں نے قبول کیا۔ آپ نے جو دعویٰ سنایا حق ہے۔ میں کوشش کروں گا۔ کہ اپنے علاقہ میں اس حق کو پہنچاؤں۔ یہ سعید الفطرت انسان دو تین مرتبہ جوش کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور اسی طرح کے الفاظ میں اپنے اخلاص کا اظہار کرتا رہا۔

لوگوں کا شوق

اکثر لوگوں نے اپنے ایڈریس شوق اور اصرار سے دیئے۔ ان میں بہت سے لوگ فی الواقع بڑے بڑے آدمی تھے۔

حضور نے نماز ظہر و عصر ادا کی۔ کھانا کھایا۔ اور پھر مولوی عبد القادر صاحب ملاقات کے لئے آئے۔ مگر آج بڑی نرم باتیں کرتے رہے۔ ان کے علاوہ اور لوگ بھی بیٹھے رہے۔

: (باقی) :

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)